راستی موجب رضائے خداست

کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

سچ

قیمت سالانہ ۳؍ — بیرون ہند ۶ شلنگ

قیمت ششماہی ۲؍ — فی پرچہ ۱؍

نمبر ۲۳ | (۳۰ - ذی قعدہ) سنہ ۱۳۴۴ھ (۱۱ - جون) سنہ ۱۹۲۶ء | جلد ۲

سچی باتیں

کتابی مسیحیت کی اشاعت کے لیے ایک بہت بڑی انجمن برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے نام سے، سوا سو برس سے قائم ہے۔ حال میں اُس نے اپنا ایک سو بائیسواں سالانہ جلسہ کیا تھا۔ جس کی روداد جو اس نے شائع کرائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ انجیل اور اسکے مختلف حصوں کے جتنے نسخے پچھلے سال اس نے شائع کیے، انکی مجموعی تعداد ۱۰۵۲۷۲۳۳ تقریباً ایک کروڑ پانچ لاکھ تک پہونچی! گویا پچیس سال قبل جتنی تعداد تھی اب اُسکے دوگنے سے زائد ہو گئی ہے اور ایک سال قبل جو تعداد تھی اُسکے مقابلہ میں ابھی ۲۱۲۱۵۰ نسخے زائد نکلے! خاص ہندوستان میں نسخوں کی نکاسی، تقریباً ساٹھ ہزار کی تعداد میں زائد ہوئی! جزیرہ سیلون میں ۹۰۰۵۰ کتابیں شائع ہوئیں! مختلف زبانوں میں انجیل کے جو ترجمے موجود ہیں، اُن پر بھی نظر ثانی ہوئی، ہو رہی ہے۔

آپ اپنے تئیں خدائے واحد کا پرستار رکھتے ہیں، آپ توحید کے سب سے بڑے خزانہ (قرآن) کے امانت دار ہیں۔ کیا آپ کے ذمہ کوئی فرض اپنے اس دینی و روحانی خزانہ کی بابت عائد نہیں ہوتا؟ آپ اس فرض کو پوری نہ سہی، کسی حد تک بھی ادا کر رہے ہیں؟ غیر ملکوں کو جانے دیجیے، اسی ہندوستان کی سرزمین پر ایک سال کے اندر ساٹھ ہزار اپنے ہاتھوں میں انجیل پہونچ گئی، جن میں اب تک نہیں پہونچی تھی، آپ نے اپنے قرآن کو کتنے نئے ہاتھوں تک پہونچایا؟ کتنوں کو اس جھنڈے سے، اب وحدت کا صحیح دیا؟ کتنوں کو اندھیرے سے نکال کر اس روشنی میں لانے کی کوشش کی؟ کتنی نئی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا؟ انجیل کے ترجمے سیکڑوں زبانوں میں ہیں، سب کا خیال چھوڑ دیجیے۔ ہندوستان کی جو چند مشہور اور خاص زبانیں ہیں، اُن میں سے کتنوں کے ذریعہ سے آپ نے اللہ کے اس آخری اور سچے کلام کو پھیلایا؟ جس کے گھر میں چراغ ہوتا ہے، وہ اُسے اونچے طاق پر رکھتا ہے، کہ اُس کا اُجالا اندھیرے کو روشن کر دے، پھر آپ کو یہ کیا ہے، کہ آپ اس چراغ کو ڈھانپ کر، اور چھپا چھپا کر رکھ رہے ہیں؟

دوسروں تک پہونچانے کا خیال چھوڑ دیجیے، بیگانوں کو روشنی دکھانے سے در گذر کیجیے، یہ ارشاد ہو، کہ اپنوں نے اس انمول تحفہ کی کہاں تک قدر کی؟ خود آپ نے اس روشنی میں اپنی ذاتی و خانگی زندگی کے کتنے قدم اُٹھائے؟ آپ نے اپنے افسر کی رضامندی، اپنے حاکم کی خوشنودی، اپنے دفتر کی حاضری کو اہم و مقدم سمجھا، یا بلاناغہ قرآن پاک کی تلاوت اور اسکے معنی و مطلب پر غور و فکر کو؟ اپنی اولاد کو آپ نے انگریزی مدرسوں میں تعلیم دلانی زیادہ ضروری سمجھی، یا اسکو کہ انکے لوح دماغ پر قرآن ہی کے نقش ثبت ہوں؟ آپ کو اپنے ہر معاملہ میں، دنیا کے ہر مسئلہ میں، ہر حاکم، ہر افسر، ہر وکیل، ہر ڈاکٹر، ہر انجینیر، ہر فلسفی، غرض اپنی ہی جنس کے ہر "بڑے" کی بات پر زیادہ اعتبار رہا ہے، یا اس سب سے بڑھ کر، سب سے اونچے، اور سب سے سچے کے کلام پر؟ جسکی کسی عبارت

کسی لفظ، کسی شوشہ، کسی نقطہ میں غلطی کا امکان ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ آپ دنیا میں ہر طرح تباہ و برباد ہو رہے ہیں، یہ آپ تباہ ہو رہے ہیں یا خود اپنے تئیں تباہ و برباد کر رہے ہیں؟ آپ کے گھر میں ایک جگمگاتا ہوا لیمپ موجود ہے، لیکن آپ اسے توڑ تو پردوں میں چھپا کر کسی مضبوط بکس کے اندر قفل لگا کر رکھ دیں، اور پھر اندھیری رات، اجنبی دیس، ناہموار راستہ میں اگر ٹھوکریں کھاتے پھریں، تو اس میں قصور کس کا ہے! "م"

فسادات کا موسم

معاصر ہمدرد (دہلی) نے اپنے ایک افتتاحیہ میں بہت خوب لکھا ہے، کہ جس طرح آموں کا موسم، خربوزوں کا موسم، اور دوسرے موسم آتے رہتے ہیں، اسی طرح چند سال سے ہندوستان میں فسادات کا موسم بھی آنے لگا ہے، اور عموماً اسکا زمانہ بقرعید کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔

عید اضحیٰ کا عام فہم نام "عید قرباں" ہے۔ اسلام نے اسے قربانی کا دن ٹھہرایا ہے۔ اسی روز خدا کے ایک نہایت پاکیزہ و برگزیدہ بندہ، ابراہیم خلیل نے اپنے محبوب اور پیارے بیٹے اسمٰعیل کو خدا کی راہ میں قربانی کے لیے پیش کر کے اسکے حلق پر چھری چلا دی تھی۔ اسی روز مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ایسے جانوروں کو جو نقص اور لنگڑے نہ ہوں، خدا کی راہ میں قربان کریں۔ مسلمانوں کا پاک و پاکیزہ خدا بجز کوئی خونخوار دیوتا یا غصہ ور دیوی نہیں، جسکی پیاس خون سے بجھتی ہو۔ وہ رحمٰن و رحیم، سب کا پالنے والا، اور سب کو زندگی دینے والا، محض یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم اسکی راہ میں کہاں تک اپنے اوپر تکلیف اٹھانے، اور مالی قربانی کرنے کو آمادہ ہوتے ہیں۔ اسے جس شے کی طلب ہے وہ محض ہمارے دل کی ستھرائی اور پرہیزگاری ہے۔ "لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم"۔ اب ہمارے سب بھائیوں کو خوب سوچ لینا چاہیے، کہ دل کی ستھرائی اور پرہیزگاری کا ثبوت ہم کس طریقہ پر دے سکتے ہیں؟ آیا اپنے ہمجنسوں کو سمجھا بجھا کر انسے صلح و آشتی کا رشتہ قائم رکھنے سے، یا انکی نادانی و جہالت کے مقابلہ میں خود بھی نادان و جاہل بن جانے سے؟ جن لوگوں کے ہاتھ میں قلم اور منہ میں زبان ہے، انھیں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر محسوس کرنا چاہیے، اور اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ مخالفین کو اپنا ہمخیال بنانے کے لیے خدا اور بندوں کے نزدیک کونسی روش زیادہ پسندیدہ اور کامیاب ہو سکتی ہے، آیا شیریں کلامی اختیار کرنا اور انکا دل اپنے ہاتھ میں لینا؟ یا تلخ گفتاری سے کام لینا اور انکی ضد کو اور بڑھانا؟ ہم گزارش اپنے مسلمان معاصرین کی خدمت میں ہے، کہ ایک مسلمان کا حق سب سے زیادہ دوسرے مسلمان ہی پر ہوتا ہے۔ رہے ہندو اہل قلم، سو دعا ہے کہ پروردگار عالم انھیں بھی توفیق نیک، اور نفع و نقصان میں تمیز نصیب کرے۔" م (از سچ - جلد ۱ - نمبر ۳۲)

مولانا عبدالرحمٰن مرحوم کے مضامین

سچ کے ایک پچھلے نمبر میں ایک مضمون سچ کی برادری کے عزیز ترین رکن مولانا عبدالرحمٰن مرحوم کے قلم سے شایع ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات کہہ دینی ضروری ہے کہ مرحوم

بعض بہترین مضمون ۱۹۲۲ء میں تحریر فرماتے تھے، جب ہندوستان کے مسلمانوں میں خودداری کی ایک نئی لہر دوڑنی شروع ہوئی تھی۔ یہ مضامین اسی زمانہ میں کلکتہ کے ہفتہ وار پیغام، اور روزنامہ عصر جدید وغیرہ میں شایع ہوئے تھے۔ مولانا کی کل تحریروں کا جو مجموعہ انشاء اللہ مرتب ہو کر شایع ہوگا، اس میں یہ سب موجود ہونگے۔ لیکن اس سے قبل بہتر معلوم ہوا، کہ سچ کے پڑھنے والوں کو بھی انکے مطالعہ سے محروم نہ رکھا جائے، جو بھائی ان مضامین کو پڑھکر اپنی دینی بصیرت میں کچھ بھی اضافہ محسوس کریں، وہ اس جوان مرگ عزیز کے حق میں دعائے مغفرت کر کے خود بھی داخل حسنات ہوں۔ باقی مضامین بھی رفتہ رفتہ ان صفحات میں نظر آئیں گے۔ "م"

مفلس ہندوستان

ہندوستان ایک زمانہ میں "جنت نشان" مشہور تھا۔ یہاں غلہ، سبزی، ترکاری، شاداب پھل، اور میوہ، اور دودھ، دہی، گھی، وغیرہ کی ارزانی و فراوانی کی بنا پر یہ لقب کچھ بیجا بھی نہ تھا۔ فرنگی تمدن کا سایہ پڑ جانے کے بعد اب یہ، جس حد تک اس لقب کا مستحق رہا ہے، اسکا حال بھی ہر شخص اپنی آپ بیتی کی بنا پر خوب جانتا ہے۔ لیکن سرکار کی جانب سے ازراہ لطف و کرم کوشش اسی کی رہتی ہے، کہ کاغذ پر ہمیشہ ہندوستان کو آسودہ و خوشحال ظاہر کیا جائے، اور اعداد و نقشہ جات کی رو سے ہندوستانیوں کو برابر اسکا یقین دلایا جاتا رہے، کہ انھیں جو کچھ پریشان حالی نظر آ رہی ہے، یہ محض انکے وہم و خیال کا ایک دھوکا ہے! چنانچہ انگریزی سے گذر کر، کچھ عرصہ سے اس قسم کے مضامین اردو اخبارات و رسائل میں بھی شایع کرائے جا رہے ہیں، اور کونسلوں میں بھی اسی دعوے کی تکرار ہوتی رہتی ہے۔ شیخ شفیق الرحمٰن قدوائی صاحب نے رسالہ جامعہ کے ۳ نمبر میں ایک مفید و قابل قدر مضمون میں اس مغالطہ کی حقیقت اچھی طرح کھول دی ہے۔ انکا پورا مضمون پڑھنے کے قابل ہے۔ ایک طویل بحث کے بعد وہ اپنے مضمون کے خاتمہ پر لکھتے ہیں:-

"اس طرح مختلف طریقوں، مختلف حالتوں، اور مختلف اوقات میں جو تحقیقات کی گئی ہیں، انسے ہر کچھ دار شخص صرف ایک نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے، کہ ہندوستانیوں کی غربت اور انکا افلاس انتہائی درجے کو پہونچ گیا ہے۔ یہی گھن اور یہی روگ ہے جو ہماری قومی اور جماعتی زندگی کو رفتہ رفتہ تباہ کرتا جا رہا ہے۔

دوسرے ممالک میں فی کس سالانہ آمدنی کا اوسط ۱۹۱۳ء میں تھا، وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے، اسکے مقابلہ میں اپنی معاشی حالت کا اندازہ اور بھی اچھی طرح ہو سکتا ہے:-

امریکہ	۱۱۸۰ روپیہ	فی کس سالانہ
برطانیہ	۶۵۰ "	"
آسٹریلیا	۴۱۰ "	"
کناڈا	۹۰۰ "	"

اگر

آپ سچ کی خدمات کو دل سے پسند کرتے ہیں، تو بجائے زبانی یا خطوط میں داد دینے کے، اس کے خریدار پیدا کیجیے۔ بغیر اس کے پرچہ کے قائم رہنے کی کوئی صورت نہیں۔

مہتمم

فرانس	۵۶۰	"	"
جرمنی	۲۵۰	"	"
اٹلی	۲۲۵	"	"
اسپین	۱۹۵	"	"
جاپان	۹۰	"	"
ہندوستان	۴۵	"	"

صاحب مضمون کی کاوش قابل داد ہے، لیکن یہ سب کچھ سننے اور تسلیم کر لینے کے بعد بھی اگر حکومت کی طرف سے یہ جواب ملا کہ یہ جو کچھ ترقی باقی رہ گئی ہے، یہ محض ہمارے لطف و کرم ہی کے طفیل میں ہے، تو اس کا کیا جواب ہوگا؟ "م"

اپنوں کی مخالفت

مخالفت اگر غیروں کی جانب سے ہوتی ہے، تو بالکل توقع کے مطابق ہوتی ہے، اور اس لیے آسانی سے انگیز کر لی جاتی ہے، لیکن اگر اپنوں کی جانب سے ہوتی ہے، تو بالکل خلاف توقع ہوتی ہے اور اسی لیے اس کا صدمہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جامعہ ملیہ کو اب تک کبھی تحریک خلافت سے الگ نہیں سمجھا گیا، بلکہ اسی تحریک کے تعلیمی رخ کا ایک نمایاں عنصر کہا جاتا رہا۔ ایسی حالت میں یہ دیکھ کر دل کو بڑا ہی دکھ ہوتا ہے، کہ رسالۂ جامعہ تشکیل جمہوریۂ اسلامیہ و مسئلہ موتمر اسلامی میں ان خیالات کا اظہار کر رہا ہے، جو خلافت کمیٹی کے بار بار کے اعلان کیے ہوئے مسلک کے صریحاً مخالف و منافی ہے۔

"حجاز حجازیوں کے لیے ہے" یہ نعرۂ جنگ ان جماعتوں کی زبان پر رہا ہے، جو خلافت کمیٹی کے توڑنے کے لیے وجود میں آئی ہیں۔ خلافت کمیٹی نے اس اصول کی مخالفت ایک بار نہیں بارہا، اور چھپ کر نہیں، علانیہ کی، اور اپنا مسلک یہ بیان کیا ہے، کہ حجاز مرکز اسلام کی حیثیت سے صرف اہل حجاز کا نہیں، بلکہ سارے عالم اسلام کا ہے۔ مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی، اور دوسرے رہنمایان تحریک خلافت نے بارہا اس موضوع پر تقریریں کیں، خلافت کمیٹی نے ایک سے زائد بار اسی عقیدہ کی حمایت میں جلسے کیے تجویزیں پاس کیں، سلطان ابن سعود کے نام تار اور خطوط اسی مضمون کے بھیجے، خلافت، الجمعیۃ، ہمدرد وغیرہ نے بیسیوں مضامین اسی کی تائید میں لکھے، ان سارے واقعات و حالات کی موجودگی میں جامعہ ملیہ کا آرگن لکھتا ہے، کہ جمہوری خلافت کا مسئلہ صرف "بعض مسلمانوں" (یعنی چند غیر ذمہ دار لوگوں) کا اٹھایا ہوا ہے، ورنہ اس کے نزدیک دراصل

"حکومت حجاز خود عربوں کی ہے ...... اس میں کسی غیر عرب کو ایک لفظ بھی بولنے کا حق نہیں۔"

سلطان ابن سعود نے جس موتمر کا وعدہ کیا تھا، وہ پہلے خود اس کے نزدیک "موتمر اسلامی" (صفحہ ۳۲) ہے، لیکن چند ہی سطروں کے بعد جب اس مقدمے سے نتائج نکالنے کی ضرورت پیش آتی ہے، تو معاً وہ "موتمر اسلامی" "موتمر حجاز" میں تبدیل ہو جاتی ہے (صفحہ ۳۵)! تشکیل جمہوریہ خلافت کی تردید میں دلیل یہ پیش کی گئی ہے، کہ آخر اس میں شریک کون لوگ ہوں گے؟ غیر ہندی مسلمان اپنے اپنے ملکی قوانین کو کیوں چھوڑنے لگے، رہے ہندی مسلمان سو وہ غلام ہیں! اس قسم کے دلائل سے ممکن ہے، کہ جامعہ کے دشمنوں اور بدخواہوں نے لطف حاصل کیا ہو، لیکن اس کے دوستوں کو تو یقیناً کوئی مسرت نہیں ہو سکتی۔

جمہوریہ خلافت کا تخیل، خلفائے راشدینؓ کی سنت ہے۔ آج جب اس سنت مبارکہ کے زندہ کرنے کا مبارک خیال مخلصین اسلام کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے، تو یہ کیسے دکھ کی بات ہے، کہ جس طرح ایک طرف سے تحفظ قبہ جات و مزارات کا جذبہ اس راہ میں حائل ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح دوسری طرف سے سلطان عبد العزیز کی ہم عقیدگی کا جذبہ اس کوشش کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں گروہ ظاہر ہے کہ دو متضاد سمتوں میں غلو رکھتے ہیں، لیکن خلافت کمیٹی کی صراط مستقیم کی مخالفت پر باہم متحد ہو جاتے ہیں۔ "م"

دل کی بیماری

مذہب کی بولی میں "دل کی بیماری" سے مراد اخلاقی خباثت اور روحانی گندگی سے ہوتی ہے، لیکن طبی حیثیت سے دل ایک مخصوص عضو جسمانی کا نام ہے، جو ہر حصۂ جسم کی طرح مریض ہو سکتا ہے۔ اور جس کی بیماری بغیر جان لیے مشکل ہی سے جاتی ہے۔ انگلستان کے ماہرین فن طب کا بیان ہے، کہ ۱۹۱۸ء میں سارے ملک میں ۶۳ ہزار جانیں مرض قلب کی نذر ہوئی تھیں، لیکن پچھلے سال اس کی تعداد بڑھ کر ۸۰ ہزار تک پہنچ گئی! اور اکیلے شہر لندن میں، اس مرض سے ہر ہفتہ دو سو موتوں کا اوسط رہنے لگا ہے! اور مردوں سے زیادہ تعداد میں عورتیں اس مرض کا شکار ہوتی ہیں۔

اطبائے فرنگ کا بیان ہے، کہ مرض کی اس حیرت انگیز وسعت کا سبب اہل فرنگ کی موجودہ طرز معاشرت ہے، جس سے قلب پر بے حد بار پڑتا ہے۔ صبح اٹھتے ہی کام میں مشغول ہو جانا، دن بھر کام میں لگے رہنا، درمیان میں کھانا کھاتے جانا، شام کو تھک کر گھر آنا، پھر بڑی رات تک تھیٹر یا ناچ گھر میں جاگنا، یہی ہر شخص کا نقشۂ اوقات رہتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ طرز زندگی صحت کے لیے سخت مضر ہے۔ آج ہر عورت کو ایک دن کے اندر اتنی مصروفیتیں رہتی ہیں، جتنی پہلے تین چار دنوں میں ملا کر ہوتی تھیں۔ زندگی کی یہ دوڑا دوڑ، یہ بھاگا بھاگ، بہت جلد قبر کی منزل تک پہنچا دیتی ہے۔ چنانچہ تمدنی زندگی کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ مہلک مرض بھی برابر پھیلتا جا رہا ہے۔

روحانی بیماریوں کا علاج تو شاید صرف مشرق کی عبادت گاہوں، خانقاہوں، اور خانقاہوں ہی میں مل سکتا ہے، لیکن مغرب کے حکیمانہ دواخانے اور تجربہ گاہیں، حاذقانہ شفا خانے اور اسپتال، کیا جسم کی بیماریوں کے بھی علاج سے عاجز آگئے ہیں؟ "م"

صفحہ ۸ کا بقیہ

کیا خدانخواستہ اتنے آسان کام کے لیے بھی آپ تیار نہ ہونگے اور اودھ کے کلمہ گویان اسلام کی پیشانی پر بے ہمتی کا داغ لگانا گوارا کریں گے!

اگر آپ کی بستی میں خلافت کمیٹی قائم ہے تو فوراً اس کی عملی کاروائیوں سے صوبہ کے دفتر کو مطلع فرمائیے، ورنہ انشاء اللہ پر بھروسہ کر کے آپ اپنے شہر، قصبہ یا موضع میں بلا تامل و توقف کام شروع کر دیجیے۔ یہ ضروری نہیں کہ شروع ہی میں بہت سے ممبر ہوں، بستی بھر میں دو چار شخص بھی اگر آپ کو اپنے ہم خیال مل سکتے ہیں، اور آپ اپنے دل میں درد و احساس رکھتے ہیں، تو کمیٹی فوراً قائم ہو سکتی ہے، اور ارکان کی تعداد تدریجاً آپ بڑھاتے رہ سکتے ہیں۔ والسلام۔

عبد الماجد۔ صدر اودھ خلافت کمیٹی۔ دریاباد بارہ بنکی

اودھ کے خادمانِ خلافت کی خدمت میں

برادرانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

چند ماہ ہوئے، میں نے "اودھ کے برادرانِ اسلام سے التماس" کے عنوان سے جو اعلان شایع کیا تھا، اس پر حالات مخالف کے ہجوم میں آپ حضرات نے جس قدر توجہ فرمائی، اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

دہلی کی پچھلی خلافت کانفرنس نے تحریک میں ایک نئی جان ڈالدی ہے۔ حجاز کی ارضِ مقدس میں جو واقعات رونما ہو رہے ہیں، اُنکی اہمیت آپ سے مخفی نہیں۔ ہندوستان کے اندر حالات کی جو رفتار ہے، وہ آپ کے سامنے ہے۔ بعض دوسرے صوبوں نے اپنے ہاں سرگرمی سے کام شروع کر دیا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ آپ بھی ایک بار پھر اللہ کا نام لیکر اٹھیں، اور اپنے اپنے حلقہ میں پورے جوش و قوت، عزم و ولولہ، مستعدی و سرگرمی کے ساتھ کام شروع کرکے دنیا کو دکھا دیں، کہ غیرت ملی و حمیت دینی میں آپ کے قدم کسی سے پیچھے نہیں۔

یاد رہے، کہ خلافت کمیٹی، چند افراد کے خیال و خواہش سے قائم ہوئی ہے، نہ اس طرح توڑی جا سکتی ہے، وہ درحقیقت خلافتِ راشدہ کی روایات مبارکہ کی وارث ہے۔ اس کا مقدس فرض انھیں فرائض کو اپنے غربت و بساط کے موافق ادا کرنا ہے، جو نظامِ خلافت اسلامیہ کے قائم ہونے کی صورت میں خود اُس پر عائد ہوتے۔ آج جو لوگ اس میں شریک ہیں کسی ہنگامی و سیاسی تحریک میں شریک نہیں، بلکہ اپنی خوش نصیبی سے دین و شریعت کی ایک مستقل خدمت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ انھیں اگر آج یزیدی و طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں شکست و ناکامی نظر آرہی ہے، تو بجائے دل شکستہ ہونے کے خوش ہونا چاہیے، کہ انھیں جوانانِ جنت کے سردار، شہداءِ امت کے سرتاج، سرورِ کائنات کے لختِ جگر، حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے آثارِ قدم پر چلنے کا فخر و شرف حاصل ہو رہا ہے، جنکی ناکامی میں کامیابی، جنکی محرومی میں فتحمندی، اور جنکی شہادت میں زندگی ہے۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد!

ہندوستان میں خلافت کمیٹی کا مقصد مسلمانوں کی باہمی نزاعات اور مذہبی اختلافات کی پرورش کرنا نہیں، بلکہ محض کفر و طاغوت سے، یعنی اس بڑے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے، جو سرے سے اسلام ہی کے فنا کر دینے کی فکر و کوشش میں سرگرم ہے۔ جب تک اس جہادِ عظیم میں ہم کامیاب نہیں ہو لیتے، ہم میں سے ہر شخص کو تقلید و عدمِ تقلید، حنفیت و حنبلیت کی ساری بحثیں بھول جانی چاہییں۔ اور ہر وقت یہ یاد رہنا چاہیے کہ ہم اسلام کے خادم، رسولِ اسلام کے غلام، اور خدائے اسلام کے لشکر کے سپاہی ہیں!

اس جہاد میں کامیابی کے لیے لازمی ہے، کہ آپ اپنی اندرونی خامیاں درست کریں، اور اپنی منتشر قوتوں کی تنظیم پوری طرح متوجہ ہوں۔ مسلمانوں کی تعلیم، تنظیم، و اصلاح کے سلسلہ میں جس قدر بھی کام ہیں، سب خلافت کمیٹی کے دائرہ میں آ جاتے ہیں۔ یہ سب کام خلافت کمیٹی کے لیے ہیں، اور خلافت کمیٹی ان سب کاموں کے لیے ہے۔ مسلمانوں کے لیے مکتب قائم کرنا، مدرسہ شبینہ کھولنا، بستی کے بیکار، روزگاروں کو کام سے لگانا، معذوروں اور محتاجوں کی مدد کرنا، اس قسم کے سارے کاموں کے لیے اپنے اپنے مقام پر خلافت کمیٹی قائم کیجیے، اور یہ کام اُسکے حوالہ کیجیے۔ اس قسم کے تنظیمی اور تعمیری کام کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے، اور حال میں برادرانِ وطن نے جو افسوسناک طرزِ عمل اختیار کیا ہے اس نے اس کام کی اہمیت اور زیادہ بڑھا دی ہے۔ ہندوؤں سے مقابلہ کا یہ طریقہ ہرگز دانشمندانہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اُنکی نادانی کے مقابلہ میں آپ بھی نادانی سے، اُنکی ضد کے مقابلہ میں آپ بھی ضد سے کام لیجیے، اور بلوہ و فساد اور پھر عدالت کی مقدمہ بازی میں پڑکر اپنے تئیں تباہ کیجیے، بلکہ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے، کہ آپ تعلیم، تنظیم، باہمی اتحاد، خوش انتظامی، غرض عقل و شرافت کے ہر میدان میں اُن سے بازی لیجائیں۔

ان اصول کو مد نظر رکھنے کے بعد آپ کے خادم کی حیثیت سے آپکے فوری پروگرام (نقشہ عمل) کے لیے نہایت ضروری و اہم امور ذیل آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں:—

(۱) اپنی بستی میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کیجیے، مسجدوں کی آبادی و رونق کو اپنے گھر کی آبادی و رونق پر اگر مقدم نہیں تو کم از کم اسکے مساوی تو سمجھیے۔ مسلمانوں کے تمام کاموں میں یہ کام ہر وقت اور ہر جگہ سب پر اہم و مقدم ہے۔ لوگوں کو مسجد میں جمع کرنے اور صبح کے وقت جگانے کا کام خلافت والنٹیروں سے لیا جا سکتا ہے۔

(۲) کونسلوں کے انتخابات کا زمانہ آ رہا ہے، جو امیدوار آپکی کمیٹی سے مدد چاہیں، اور آپ کے نزدیک اسکے اہل ہوں، اُن سے آپ یہ کام ضرور لیں کہ وہ خواہ زر نقد خواہ دوسری صورتوں میں آپ کی خلافت کمیٹی کو مدد پہونچائیں۔

(۳) اپنی بستی میں اور ممکن ہو تو ہر محلہ میں ایک دار المطالعہ (ریڈنگ روم) ضرور قائم کریں جس میں مسئلہ خلافت سے متعلق پورا لٹریچر جمع ہو، یعنی خلافت کمیٹی کے رہنماؤں کے مقالات و مضامین، خطبات صدارت اور تقریریں وغیرہ۔ مرکزی خلافت کمیٹی کا آرگن روزنامہ خلافت (بمبئی) بھی اس میں منگانا ضروری ہے۔ نیز جس قدر گنجایش ہو تمام اخبارات جو تحریک خلافت کے ہمدرد ہوں۔

(۴) عید قرباں کا زمانہ آگیا، ملک کی موجودہ فضا کو دیکھتے ہوئے اکثر مقامات پر فساد کا اندیشہ ہے۔ آپ کی پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ خلافت کمیٹی کے مسلک کو پیش نظر رکھ کر ہر ممکن طریقہ سے فتنہ و فساد کو دور کریں۔ آپ اپنی اس کوشش میں جس قدر کامیاب ہو سکیں گے، اُسی قدر ملک میں آپ کا وقار و اعتبار زیادہ قائم ہوگا۔

ان مقاصد اور اس پروگرام کے ساتھ کیا مسلمانوں کی کسی آبادی میں خلافت کمیٹی کا قیام کچھ بھی دشوار ہے؟ کیا اس کام میں بھی جان کا کوئی خطرہ ہے؟ جان کا نہ سہی، عزت و مال کا کوئی خطرہ ہے؟

آزادی کا سفر ۔۔۔ اور ۔۔۔ راہ کی مشکلات

(از مولانا عبدالرحمن نگرامی مرحوم)

نو سو برس کی گہری نیند کے بعد اب ہندوستان نے کروٹ بدلی۔ غلامی کی ایک لمبی رات کے بعد آزادی کی کرن پھوٹ نکلی ہے۔ ملک بڑی بیتابی سے سوراج کی طرف جا رہا ہے۔ یہ شوق و اضطراب منزل کی طرف رہنمائی تو ضرور کر سکتا ہے لیکن کیا صرف بیقراری اور جذبہ خواہش اور تمنا منزل تک پہونچنے کے لیے کافی ہے؟ نہیں بلکہ راہ میں سیکڑوں خطرے ہیں اور قدم قدم پر مشکلات ہیں۔ مہاتما گاندھی نے سچ کہا کہ "ملک ایک سال کی مدت میں تیز ترقی تو ضرور کر سکتا ہے لیکن ابھی اسکے تمام امراض کا دفعیہ نہیں ہو چکا"۔ غلامی اور محکومی ام الخبائث ہے۔ سیکڑوں اخلاقی کمزوریاں اسکے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ ملک کا "معتدل گروہ" کہتا ہے کہ پہلے اخلاقی کمزوریاں دور کر لی جائیں اور پھر آزادی کی طرف قدم اٹھایا جائے۔ ارباب تحریک کہتے ہیں کہ آزادی ہی درمان درد اور علاج مرض ہے۔ قرآن کریم بھی اسی کو بتلاتا ہے اور بنی اسرائیل کی ساری تاریخ اسی کی شہادت دیتی ہے۔ حضرت موسیٰ نے آزادی کا اعلان کرتے ہی بے خطر منزل کی طرف سفر شروع کر دیا۔ محکومی کی زندگی نے بنی اسرائیل کے تمام مذہبی اور دماغی قوی کو مضمحل کر دیے تھے۔ انکے جذبات مر چکے تھے اور اخلاقی پستی کی بیسیوں یادگاریں انکی زندگی میں موجود تھیں۔ یہ سب کچھ تھا۔ لیکن کام میں کسی کا انتظار نہ کیا گیا۔ خود آزادی کے سفر مقدس نے تمام خرابیاں نہ خاک کر دیں۔ اسی لیے ہمیشہ آزادی کا وہی سفر زیادہ کامیاب ہوتا ہے جو روحانی پیشواؤں کے زیر سرپرستی کیا جاتا ہے۔ اسوقت جبکہ ملک خدا کے فضل سے آزادی کا سفر شروع کر چکا ہے، ضرورت ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں ان مشکلات راہ کو دیکھ لیا جائے جن میں دامن کے الجھ جانے کا اندیشہ رہتا ہے یسعیٰ نورہم بین ایدیہم۔ انکی روشنی انکے آگے آگے چلتی ہے۔ آیندہ سطروں میں جن باتوں کا بیان کیا جائے گا وہ انھیں مشکلات کے متعلق ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسوقت جو صورتیں عمل کی راہ میں حائل آ رہی ہیں اور ارادہ کی کمزوری، نظم کا فقدان، طبایع کا اضمحلال جو ٹھوکریں کھلاتا ہے وہ سب تفصیل کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہیں۔ تمام ہی خواہان ملک کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ ان خرابیوں کو اپنے نفس کے تاریک زندان آزردہ میں تلاش کریں اور اگر وہ سفر کے کامیابی کے ساتھ ختم ہونے کے متمنی ہیں تو اپنے کو اس سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔

عام اخلاقی تبدیلی

سب سے مقدم تر کام یہ ہے کہ قوم کے اخلاق میں ایک ایسا تموج پیدا کر دیا جائے کہ سطح بدلی ہوئی نظر آئے۔ اس تحریک کا مقصود صرف اسی قدر ہے کہ محکومی کی زندگی بسر کرنے کے باعث روح میں جو ایک قسم کی نجاست پیدا ہوتی ہے، اس سے بچ کر طبایع ایک عام نزاہت و پاکیزگی کی طرف منعطف ہو جائیں اور بس۔ ورنہ یوں تو اس قسم کے کام اپنے اتمام و تکمیل کے لیے ایک مدت دراز چاہتے ہیں۔ کارکن جماعت غلطی سے اپنی پوری توجہ اسی کام کی طرف لگا دیتی ہے اور اس طرح سفر دیر طلب اور منزل دور ہو جاتی ہے۔ انسداد شراب نوشی کی تحریک اسی صنف میں داخل ہے۔ بے شبہ مذہبی نقطہ نظر سے اس کا استیصال کلی ہونا چاہیے۔ لیکن یہ جب ہی ممکن ہے کہ ملک کی طاقت اپنے ہاتھ میں ہو۔ اس لیے سوراج سبھاؤں اور دیگر آزادی کی خاطر کام کرنے والی انجمنوں کو اس مقصود کے حاصل ہونے کے بعد جلد قدم آگے بڑھا دینا چاہیے۔ اصلی نزاہت و پاکیزگی اسی وقت مل سکتی ہے جب ہم اپنے آپ کو غلامی کی نجاستوں سے پاک کر لیں۔ اسی عام اخلاقی سطح کی تبدیلی کی طرف قرآن پاک میں ارشاد ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم خدا کسی قوم کی حالت اسوقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے اندر تبدیلی نہ پیدا کرے۔ تغیر اور تبدیلی میں ایک باریک فرق ہے۔ ظاہری اور سطحی تبدیلی کو عربی میں تبدیل نہیں کہتے بلکہ تغییر کہتے ہیں۔ (دیکھو مفردات راغب لفظ غیر)

فقدان نظم!

آزادی کے سفر کو تمام کرنے کے لیے نظم اور عام رہنماؤں کے جائز اور دینی مصلحت پر مبنی احکام کی پوری پابندی لازمی ہے بشرطیکہ وہ مصلحت علانیہ ظاہر کر دی گئی ہو۔ بسا اوقات تکلیفیں اور حد سے بڑھا ہوا جوش اس اطاعت سے انحراف کے مشورے دیتا ہے لیکن یہ آزادی اپنا انجام اچھا نہیں رکھتی۔ تکلیفیں اور ضرورتیں ایک قسم کی آزمائش ہیں۔ ان سے صحیح سالم گزر جانا ہی بازی جیت لینا ہے۔ قرآن کریم میں قصہ طالوت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ان اللہ مبتلیکم بنہر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی۔ طالوت نے اپنی فوج سے کہا خدا ایک نہر کے ذریعہ سے تمھاری آزمائش کریگا جسنے اسکا پانی پی لیا وہ میری جماعت سے خارج ہے اور جس نے اسے نہ چکھا وہ ہم میں شامل ہے۔ قرآن کریم نے تو نظم عام کے برقرار رکھنے کو جزو ایمان قرار دیا اور یہاں تک فرمایا کہ انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذہبوا حتی یستاذنوہ۔ مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب پیغمبر کے ساتھ کسی اجتماعی کام میں شامل ہوتے ہیں تو بغیر اجازت وہاں سے نہیں ہٹتے۔ یاد رہے کہ پابندی اسی وقت تک ہے جب تک رہنماؤں کے احکام دائرۂ شریعت کے اندر ہوں۔

کمزوری کا احساس اور عقیدہ کی جنگ!

غالب اور برسر اقتدار جماعت کی طاقت اور اپنی بےبسی و کمزوری کا احساس بھی کچھ کم رکاوٹ نہیں ڈالتا ہے۔ حضرت طالوت کو جالوت کے مقابلہ میں یہی معاملہ پیش آیا۔ فوج نے صاف کہہ دیا کہ لا طاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ۔ ہم کو جالوت اور اسکی فوج سے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ لیکن ایمان کی روشنی بتلاتی ہے کہ قوی کا اضمحلال اور جسموں کی کمزوری کوئی چیز نہیں۔ جنگ در اصل ہاتھوں اور تیروں سے سر نہیں کیجاتی بلکہ عقیدہ کی مضبوطی اور عزم کا ثبات، اسکے نتائج کا فیصلہ کرتا ہے۔ قال الذین یظنون انہم ملٰقوا اللہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ جنھیں اللہ سے ملنے کا یقین ہے وہ کہتے ہیں کہ کتنی ایسی چھوٹی جماعتیں ہیں جو بڑے گروہوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ گئیں۔ اسی لیے حکم ہے کہ دشمن سامنے آئے تو یہ دعا مانگو۔ ربنا افرغ علینا صبراً وثبت اقدامنا۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو استقلال

عطا فرما اور ہمارے قدم مضبوط کر دے۔

نمائش اور عمل سے انحراف! جماعت رہنماؤں کا ہے۔ جمہوری زبان کی طاقت تو بہت ہوتی ہے لیکن عمل سست نظر آتا ہے۔ لوگ صدائے تحسین و نعرہ ہائے آفریں سننے کے شائق تو ہوتے ہیں لیکن ہاتھ پیر ہلانا دشوار جانتے ہیں۔ یریدون ان یحمدوا بما لم یفعلوا۔ وہ کاموں کو بے بغیر تعریف کے خواہاں رہتے ہیں۔ محکومی کی حالت میں وطن کی بے غرضانہ حفاظت کے جذبات سے انکے سینے خالی ہوتے ہیں۔ عیش کی زندگی انھیں تکلیفوں کے برداشت کرنے سے روکتی ہے۔ قرآن مجید میں اس نقص کو کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہے۔ لوکان سفراً قاصداً لاتبعوک ولکن بعدت علیہم الشقۃ۔ اگر آسانی سے مال ملتا اور ہلکا سفر ہوتا تو یہ تمہارے ساتھ چلتے۔ لیکن یہ مسافت تو انکو بعید نظر آتی ہے۔

حاکم قوم خود بخود چلی جائے! جذبات کے اس تصادم کا لازمی نتیجہ ہے کہ ایک طرف تو آزادی کی خواہش دل کو بے چین کرتی ہے اور دوسری طرف دل کا چور قربانیوں سے روکتا ہے۔ جماعت کام سے بھاگتی ہے اور منتظرانہ انتظار کرتی ہے کہ حاکم قوم خود بخود تخت سلطنت خالی کر دے اور ملک کے فرزند بے عمل زمام انتظام کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو یہی جواب دیا تھا۔ اور اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو آج بھی ہمارے ملک کی یہی حالت وہی ہے۔ گو اللہ کی مہربانی سے ہر آن عمل کی تحریک مضبوط اور مستحکم ہوتی جاتی ہے۔ قالوا یا موسیٰ ان فیہا قوما جبارین وانا لن ندخلہا حتی یخرجوا منہا فان یخرجوا منہا فانا داخلون۔ اسرائیلیوں نے کہا کہ اے موسیٰ! ان سرزمینوں میں تو بڑے زبردست لوگ بستے ہیں، جب تک یہ چلے نہ جائیں ہم اس میں نہیں داخل ہو سکتے۔ ہاں اگر وہ چلے جائیں تو ہم ضرور داخل ہوں گے۔ خوف سے نا آشنائی اور حملہ جنگ سے ناواقفیت بزدلی کا یہ درجہ پیدا کر دیتی ہے کہ جماعت پکار اٹھتی ہے فاذہب انت وربک فقاتلا انا ہٰہنا قاعدون۔ تم چلے خدا کو لے کر جاؤ اور لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ موالاتی بھائیوں کی ایک جماعت اس وقت بھی خدائی جنگ کا انتظار کر رہی ہے!

وقت سے پہلے ادعا! تین چار برس قبل لیگ و کانگریس کی قدیم کار فرما جماعت اور ملک کے نامور طبقہ، وکلا کی ان ترانوں سے ہمارے کان آشنا ہیں لیکن جب ملک و قوم کے لیے ایثار و قربانی کا نازک وقت آ پہنچا تو اسرائیلیوں کی قدیم سنت کس طرح ادا ہوئی وہ قوم پر روشن ہے۔ قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا فلما کتب علیہم القتال تولوا الا قلیلا منہم۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کیوں نہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں گے جبکہ ہم گھروں سے نکال دیا گیا اور بچوں سے جدا کر دیا گیا۔ لیکن جب لڑائی فرض ہوئی تو معدودے چند کو چھوڑ کر سب نے منہ پھیر لیا۔

افلاس کا خطرہ محکومی کی حالت میں عموماً رزق کے تمام دروازے حاکم قوم اپنے قبضہ میں کر لیتی ہے۔ آزادی کی تحریک پیدا ہوتے ہی کمزور دل کے لوگ اپنی جماعت سے ہمدردی تو رکھتے ہیں، لیکن روزی کا خطرہ ہر ساعت انھیں ستاتا ہے۔ خدا فرماتا ہے وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ۔ اگر ان سے قطع تعلق کرنے میں تمہیں افلاس کا ڈر ہے، تو اللہ اپنے خزانہ سے تمہیں غنی کر دیگا۔

بال بچوں کا عذر! کچھ لوگ جو زیادہ دلیر ہوتے ہیں وہ اپنے نفس کو تو ہر قسم کے مصائب کے لیے تیار پاتے ہیں لیکن اہل و عیال کی نگہداشت کا سوال ان کے سامنے حیلہ بن کر پیش آتا ہے۔ لیکن یہ بھی درحقیقت انھیں کے نفس کی کمزوری اور خدا کے ساتھ بے اعتمادی ہے۔ قرآن کریم میں ہے یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ہی بعورۃ۔ ان یریدون الا فرارا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ یہ واقعہ نہیں۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے ہیں۔

دوسرے مختلف اسباب! دنیاوی تعلقات میں اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی محبت اور جن کا گہرا تعلق انسان کو قربانیوں سے روکتا ہے۔ قرآن کریم کی ایک جامع آیت میں ان سب کا بیان کر دیا گیا ہے۔ قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموہا وتجارۃ تخشون کسادہا ومساکن ترضونہا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا۔ اگر تمہارے ماں باپ، بال بچے، خویش و اقربا، بیوی بھائی بند، اندوختہ مال، تجارت کی گرم بازاری، عالیشان عمارتیں تمہیں اللہ اور اسکے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو۔

کمزوری کا حیلہ! ایک جماعت اپنی جسمانی کمزوری اور سامانی مجبوری کو ان مسائل کے لیے سد راہ سمجھتی ہے۔ لیکن خدا کہتا ہے قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ۔ وہ کہیں گے کہ ہم اس سرزمین میں کمزور تھے۔ فرشتے کہیں گے کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی؟

تفوق کی خواہش! ملک میں جو گروہ پہلے سے برسر اقتدار رہا ہو اسے ان مقدس تحریکوں میں سب سے پہلے اپنی حیثیت کا خیال آتا ہے کہ آیا اس تحریک میں شامل ہونے کے بعد ہمارے لیے کوئی منصب محفوظ کیا جائے گا یا نہیں۔ خدا فرماتا ہے اہمتہم انفسہم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاہلیۃ یقولون ہل لنا من الامر من شیء۔ انکے لیے خود انھیں کی ذاتیں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ وہ خدا کے بارے میں نادانی کے گمان قائم کرتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ کیا ہمارے لیے بھی حکومت کا کوئی حصہ ہے۔

رہنماؤں کے ساتھ بدظنی! عام جماعت ہر قسم کے مصائب اور [illegible] غرضیکہ رہتی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی نیک نیتی اور خلوص کے باعث صرف قربانی ہی کو مقصود جانتی ہے۔ یہ عوام بعض واقعوں اور واہموں کی بنا پر جب مبتلائے مصائب ہوتے ہیں تو رہنماؤں کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔ ان تصبہم سیئۃ یقولوا ہذہ من عندک۔ جب انھیں کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے باعث سے ہے۔ دوسرے موقع پر کہا گیا یطیروا بموسیٰ ومن معہ۔ موسیٰ اور انکے ساتھیوں سے بدفالی لیتے ہیں، ٹھیک

اسی قسم کی باتیں عدم اشتدد کی پابندیوں پر ہماری خاص ہندوستانی جلسوں میں سنی جاتی ہیں۔

رہنماؤں کا ہاتھ سے جاتا رہنا!

جماعت کے لیے وہ وقت سخت خطرناک ہوتا ہے جب تحریک آزادی کے علمبردار اور مقتدر تا آن کے ہاتھ سے جاتے رہتے ہیں۔ یہ موقع انتہائی صبر و استقامت کا ہوتا ہے اور اس وقت ذات اور شخصیت سے گذر کر صرف مقصود پر نظر رکھنی چاہیے۔ جنگ احد میں جب یہ خبر پھیل گئی کہ رسالتمآب نے انتقال فرمایا اور فوج میں انتشار پیدا ہوا تو خدا نے فرمایا! افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا۔ کیا اگر پیغمبر کی موت واقع ہو گئی یا وہ میدان میں قتل ہو گئے تو تم الٹے پیر چل واپس ہو جاؤ گے؟ اگر تم نے ایسا کیا تو خدا کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

دیفارم لیگ اور امن سبھا!

آزادی کی تحریک کو دبانے کے لیے حکومت کی جانب سے بہت سی تحریکیں کی گئیں اور کی جا رہی ہیں۔ ان میں امن سبھائی تحریک سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ اس کے نام پر جگہ جگہ ڈھنڈوری کی گئی۔ اسکے پس پردہ تفرقہ اندازی کی کیسی بہتر کوشش کی گئی ہے اور لطف یہ ہے کہ ان انجمنوں کی سربراہی ہمارے ہی بھائیوں سے کرائی جاتی ہے۔ در اصل حکومت ان بھولے بسرے ہندوستانیوں کی آڑ لیکر "آزادی کی تحریک" کو دبانا چاہتی ہے۔ عہد نبوت میں بھی اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آچکا ہے۔ منافقین نے ابو عامر راہب کی تحریک پر مسجد قبا کے مقابلے میں ایک دوسری مسجد تیار کی تھی۔ حیلہ یہ بتایا گیا کہ ضعیفوں اور کمزوروں کی آرام کی غرض سے تعمیر کی گئی ہے۔ لیکن اندرونی مقصد مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے لیے ایک مرکز بنانا اور اسلامی جماعت میں پھوٹ ڈالنا تھا۔ بے شبہ امن ایک دلپسند چیز ہے۔ لیکن وہ امن جو بھائی کو بھائی سے جدا کر دے اور وہ امن جو قوموں کو دائمی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دے۔ کب لائق ستائش قرار پا سکتا ہے؟ خدا نے فرمایا: والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون۔ وہ لوگ جنھوں نے مسجد نقصان رسانی، ناشکری، تفرقہ اندازی، اللہ اور رسول کے پرانے دشمنوں کے لیے بطور مرکز بنائی وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود نیک ہے لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

حکومت کے وعدوں پر اعتبار!

برطانوی حکومت نے پہلوں ہندوستان کی بھولی آبادی کو میٹھے وعدوں پر پھسلایا ہے۔ وعدوں کا تار اتنا لمبا ہے کہ بڑی بڑی شخصیتیں اس میں غرق ہو گئیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے صاف بیان کر دیا تھا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ اگر تمہاری دعا سے ہمارے اوپر آیا ہوا عذاب ٹل جائے تو ہم بنی اسرائیل کو آزاد کر دیں گے۔ لیکن اسکے کیا ہوا؟ خدا کے پیغمبر نے دعا کی اور وہ مقبول ہوئی۔ لیکن فرعون نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ فلما کشفنا عنہم الرجز الی اجل ہم بالغوہ اذا ہم ینکثون۔ جب ہم نے اُن سے عذاب کو ایک مدت معینہ تک کے لیے دفع کر دیا تو وہ مکرنے لگے۔

مال بھی منزل ہے!

آزادی جس قدر خوش آیند چیز ہے اسی قدر اس کے لیے قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ جسکے لیے قربانی مال کی بھی چاہیے۔ ہا انتم ہؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ۔ اس لیے تم لوگ تمہیں پکارا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض لوگ بخل کرتے ہیں اور جو ایسا کرتے ہیں وہ اپنی ذات سے بخل کرتے ہیں (کیونکہ اس کا فائدہ انکو پہونچتا)۔

با دل ناخواستہ چندہ دینا!

ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے ہیں جو در اصل تحریک کے مخالف ہوتے ہیں اور شخصی اغراض کے لیے ملک کی تباہی چاہتے ہیں لیکن ظاہرداری قائم رکھنے کے لیے دامن بچا کر کبھی کبھی چندے بھی دیتے ہیں قرآن کریم ہے: ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما ویتربص بکم الدوائر۔ بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اخراجات کو تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے بُرے انجام کے منتظر ہیں۔ فریق مخالف کی طرف سے یہ کوشش بھی کیجاتی ہے کہ مختلف مالی نقصانات پہونچا کر تحریک کو دبا دیا جائے۔ آج کل اسکی بیسیوں مثالیں پیش آتی ہیں۔ الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا۔ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر کے ساتھیوں کے خرچ بند کر دو تاکہ وہ تتر بتر ہو جائیں۔

صلح کی بے موقع خواہش!

منزل قریب آتی جاتی ہے تو بہت سی طبیعتیں تھک کر چور ہو چکی ہیں۔ حریف سے صلح کرنے پر آمادہ نظر آتی ہیں۔ فریق مخالف صلح کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتا ہے۔ خدا اس موقع سے خبردار کرتا ہے: فلا تہنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون۔ کمزور نہ ہو اور صلح کی دعوت نہ دو تم تو سربلند ہو چکے۔

موجودہ تحریک میں لارڈ ریڈنگ کے ابتدائی لفظوں میں بھی تحریر تھا اور پرنس آف ویلز کے آنے کا بظاہر مقصد یہی ہے۔۔

گذارش

خط کتابت کے وقت نمبر خریداری کا نمبر جو پتہ کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے ضرور درج کر دیا کریں تاکہ دفتر کو پتہ لگانے میں آسانی ہو۔

مہتمم

الخلافت

۵ - فروری کے پرچہ میں مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی کا ایک خط شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے اطلاع دی تھی کہ وہ اپنی انگریزی تصنیف الخلافت جسپر گذشتہ سال سچ میں تبصرہ کیا گیا تھا فروخت کی غرض سے دفتر سچ کے لیے روانہ فرما رہے ہیں۔ اب یہ کتاب آگئی ہے۔ جو انگریزی داں حضرات مسئلہ خلافت کے مستقبل سے دلچسپی رکھتے ہوں ایک نسخہ طلب فرمائیں۔

قیمت عار

مہتمم سچ - لکھنؤ

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

تصوف

یادگار دستگیر۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔ الفیض الربانی و الفتح الرحمانی۔ حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جن کو سن کر لاکھوں مسلمان ہو گئے۔ قیمت

مرصاد العباد۔ حضرت خواجہ نجم الدین کبری کی مستند کتاب سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی۔ قیمت

سیر الاولیا۔ یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز۔ قیمت

اکسیر ہدایت۔ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت

عزیز القلوب امام غزالی کی اس کتاب میں عبادات و اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان اور ان کے نکات درج ہے۔ قیمت

ہشت بہشت۔ یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جن کے مطالعے سے نور ایمان حاصل ہوگا۔ قیمت

کشف المحجوب۔ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بداتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے۔ قیمت

مکتوبات مجدد الف ثانی۔ اسلام کی سچی اور پاکیزہ تعلیم چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو۔ قیمت

مقاصد السالکین۔ تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے۔ قیمت

تصوف اسلام (از مولانا عبدالماجد) جس میں اکابر اولیا کی تصانیف پر کر کے اسلامی تصوف کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ قیمت

نفحات الانس۔ مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیا جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے۔ قیمت

تذکرۃ الاولیا۔ شیخ فریدالدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعہ سے ہزاروں صاحب دل بنے۔ قیمت

حالات مشائخ نقشبندیہ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات۔ قیمت

تذکرہ اولیائے ہند۔ اس میں تمام سلسلوں کے ہندوستانی اولیا کرام کے حالات و مقامات درج ہیں۔ قیمت

روضۃ القیومیہ (۲ جلد) مجدد الف ثانی حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ وغیرہ و حالات۔ قیمت

کتاب الشفا۔ قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہییں۔ قیمت

تاریخ

تاریخ ابن خلدون۔ علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں۔ قیمت

مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۲ جلدوں میں۔ قیمت

تاریخ اسلام۔ سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا عطر پیش کیا ہے۔ قیمت

تاریخ الحرمین۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات اور خانہ کعبہ و مسجد نبوی کی تاریخ قربانی ہو اس کی تاریخ۔ قیمت

تاریخ عرب۔ ملک عرب کی جغرافیہ و تاریخ، عربی قوم کا قدیم تمدن اس کی عظیم الشان فتوحات، ترقیات و اختراعات۔ قیمت

حالات حجاز و عرب و عمان۔ وہ ملک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہے اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں۔ قیمت

تاریخ ایران۔ ساسانیوں اور زردشتیوں کے قدیم ملک کی تاریخ جو صدیوں سے مسلمانوں کے زیر نگیں ہے۔ قیمت

تاریخ مصر۔ مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دار الخلافت تھا۔ قیمت

تاریخ مغرب۔ شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک قلمی نسخے سے کیا گیا ہے۔ قیمت

تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ۔ شمالی افریقہ کی وہ اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبدالکریم برسرِ پیکار ہیں۔ قیمت

مسلمانان اندلس۔ اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا اور ان کی علمی تاریخ کیا ہے۔ قیمت

خلافت موحدین۔ شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تمدنی حالات۔ قیمت

تاریخ ہندوستان (۱۰ جلد) عہد اسلامی کی مفصل تاریخ از مولوی ذکاء اللہ مرحوم۔ قیمت

نیرنگ افغان۔ ہندوستان کی سابق اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ۔ قیمت

حکومت اور نگ زیب۔ عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ مرتبہ نواب مرزا ارجمند جنگ صف شکن حیدرآباد دکن۔ قیمت ۱۲

اخبار الاندلس۔ اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ۳ جلدوں میں۔ قیمت

موالدین۔ اسپین کے مسلمانوں کے عروج کی معتبر تاریخ۔

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی۔ لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ رسول کی قدیم تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے۔ قیمت

اسوۂ حسنہ۔ سیرۃ رسول میں علامہ ابن قیم کی کتاب جس میں کمی باقی ہے۔ قیمت

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب } مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف دربارہ سیرۃ رسول۔ قیمت

اسلام۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کا جواب سیرۃ رسول جو بہت مقبول ہوئی۔ قیمت

سیرۃ النبی۔ مولانا شبلی کی مشہور تالیف قیمت جلد اول دوم، جلد سوم

رحمۃ للعالمین (۲ جلد) قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی یہ سیرت النبی بہت پسندیدہ و قابل دید ہے۔

اسوۂ صحابہ (۲ جلد) صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق و معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا قابل دید مرقع ہے۔

سیر الصحابیات۔ ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور صحابیات کے سوانح اور مذہبی، اخلاقی و علمی کارنامے۔

سیرۃ خیر البشر	سیرۃ عثمان	امام مالک
سیرۃ احمدی	ذی النورین	جنید بغدادی
سیرۃ مصطفےٰ	ابو الحسنین	ذکر غوث پاک
سیرۃ الرسول	سیرۃ الحسن	خواجہ معین الدین چشتی
تذکرۃ المصطفےٰ	سیرۃ عائشہ	الغزالی
تذکرۃ الحبیب	سیرۃ صدیقہ	سوانح سر شاہ عبدالقادر
حضرت محمد صلعم	ازواج النبی	المامون
رسول عربی	امت کی مائیں	الصدیق
سرور انبیا	الزہرا	سلطان محمود غزنوی
خاتم النبیین	خاتون جنت	الفاروق
پیغمبر صلعم	بنات الرسول	سیرۃ عباس
ذکر مبارک	سیرۃ الحسین	حضرت زید مجاہد اعظم
تذکرۃ الانبیا	ابو ایوب انصاری	البیرونی
ازواج الانبیا	سیرۃ بلال	سوانح احمدی
سیرۃ الصدیق	سیف اللہ	المعتصم
صدیق اکبر	خالد بن ولید	ابن رشد
فاروق اعظم	سیرۃ عمر بن عبدالعزیز	حیات سعدی
الفاروق	سیرۃ النعمان	حسن بصری
سیرۃ الصدیق	سیرۃ الشافعی	

[illegible]

ایڈیٹر۔ عبدالماجد (اسحاق علی علوی) پرنٹر و پبلشر نے الناظر پریس واقع ۔۔۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا